سُوۡرَةُ الاۡنعَام کی تفسیر Lesson 1: Al-An'aam (Ayaat 1 - 19): Day 2

مدنی سورت کے بعد اب ہم ایک مّکی سورت کا آغاز کرنے والے ہیں۔

سورۃ الانعام کے بارے میں کچھ باتیں؛

یہ مکی سورت ہے۔165 آیات ہیں اور 20 رکوع ہیں۔ انعام نوم یا نعمُ سے ہے۔یعنی چوپائے یا مویشی انگلش میں Cattles۔اس سورت میں جانوروں کے بارے میں احکامات کا تذکرہ ہے۔یہ پوری سورۃ سوائے چند آیات کے مکّہ میں ایک ہی وقت میں اکٹھی نازل ہوئی۔

ابنِ عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ اس سورت کے نزول کے وقت ستر ہزار فرشتے اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہوئے نازل ہوئے۔ بہت خوبصورت سورۃ ہے۔اس سورۃ کی خاص خوبی یہ ہے کی توحید کی تمام اقسام اور توحید کا علم کے بارے میں وضاحت کرتی ہے۔بنیادی مضامین یہ ہیں۔ کہ مشرکانہ عقائد کی نفی کی گئی ہے۔مکہ کے لوگوں کو پتھر اور مٹی کے بنائے ہوئے خداؤں سے نا نظر آنے والے رَبّ کی طرف لے کر آنا نظر آتا ہے۔ مشکل کام تھا جو اللہ کے نبیؐ نے کیا۔

ایک اور بات نوٹ کرنے والی یہ ہے کہ مدنی سورتوں کے ہر آیت کے بارے میں تقریباً معلوم ہے کہ کب اور کیوں نازل ہوئی۔ لیکن مکی دَور کی سورتوں اور آیات کا یہ تو معلوم ہے کہ مکہ میں نازل ہوئی لیکن ہر ہر آیت کے وقت کی تفصیل معلوم نہیں ہے۔ صرف یہی معلوم ہے کہ کس دَور میں نازل ہوئی۔ کیونکہ اسلام ابھی ابتدائی دَور میں تھا۔اس لئے مکمل کتابت شروع نہیں ہوئی تھی۔

اللہ کے نبیؐ کی مکی زندگی چار اَدوار میں تقسیم کی گئی ہے۔

1. نبوت کے آغاز سے شروع کے تین سال۔ وحی کا آغاز۔ دین کی تبلیغ۔ انفرادی کوشش۔ دعوت کا حکم۔ شروع میں اکیلے کوشش کرتے ہیں پھر جب ترقی ہو جائے تو پھر لوگ آنے لگتے ہیں۔ لوگوں کے کہنے سے یعنی Word of mouth سے لوگ دین کی طرف آتے ہیں۔
2. چوتھے سال سے مشرکین کی مخالفت شروع ہو گئی۔ پھر اس دَور میں جب لوگ مسلمان ہو گئے تو مشرکین اُن کو تکلیفیں دینے لگے۔ اس دَور میں والصبر کا حکم نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کو برداشت سکھائی جا رہی ہے۔
3. نبوت کے پانچ سے دس تک سال تک۔ اسلام پھیلنے لگا۔ مشرکین کی مخالفت میں شدّت آچکی تھی۔
4. یہ دس سے لے کر تیرھویں سال تک۔ جب ہجرت شروع ہو گئی۔ اللہ کے نبیؐ طائف بھی گئے۔ جب نبیوں کی ہجرت کے واقعات بیان کئے گئے۔ لوگوں کو ہجرت کے لئے تیار کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ مشکلات میں ڈال کر مومنین کے صبر اور ایمان میں اضافہ کرتے ہیں۔ اُن کے درجات بلند کرتے ہیں۔ اور اسلام کو غیر مومنین سے پاک کر دیا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو بس دیکھا دیکھی اسلام کی طرف آئے تھے وہ ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔

معاذ بن جبلؓ کی بہن اسماؓ کہتی ہیں کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو اللہ کے نبیؐ ایک اونٹنی پر سوار تھے اور یوں لگتا تھا کی بوجھ کی وجہ سے اونٹنی کی ٹانگیں ٹوٹ جائینگی۔ یہ قرآن کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے۔ حتیٰ کے اللہ کے نبیؐ اونٹنی سے اُتر گئے۔ (اپنے دِل کی مضبوطی کا اندازہ لگائیں)۔

قرآن پاک میں آتا ہے کہ اگر یہ قرآن پہاڑوں پر نازل ہوتا تو وہ اس کی خشیت سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

مکی سورتوں میں یہ سب سے طویل سورت ہے۔اِس میں شرک کا توڑ بتایا گیا۔اس سورت میں مشرکین کو نرمی سے سمجھایا گیا ہے۔سورۃ الانعام کو انداز حجّت پوری کرنے والا ہے۔

سورت کو ہم سات حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔پہلی بات مٹی اور پتھر کے بُت خدا نہیں ہیں۔دوسری بات کائنات سے اللہ کی قدرت کے دلائل ملتے ہیں۔سورج،چاند،ستارے، پھل اور پھول اللہ کے ربّ ہونے کی دلیل ہیں۔تیسرا مشرکین کا رویہ نظر آتا ہے کہ وہ اسلام کا مذاق اُڑاتے تھے۔چوتھی بات اللہ کے نبیؐ کو تسلی اور اطمینان دِلایا گیا ہے۔پانچویں بات مشرکانہ عقائد کا رَدّ نظر آتا ہے۔چھٹی چیز اس میں کچھ اعلیٰ اخلاق سکھائے گئے ہیں۔ساتویں بات کہ اصل توحید کیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ؕ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾

ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرا اور روشنی بنائی پھر بھی کافر (اور چیزوں کو) خدا کے برابر ٹھیراتے ہیں ﴿۱﴾

سورت کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے ہوتا ہے۔قرآن پاک کی پانچ سورتوں کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے ہوتا ہے۔سورت فاتحہ،سوۃ الانعام،سورت کھف،سورت سبا۔سورت فاطر۔

جب بندے کے دِل میں اللہ کی ذات کی معرفت ہوتی ہے۔جب پتا چلتا ہے کہ اللہ کون ہے تو اُس

کے منہ سے یہی نکلتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اللہ کے خالق ہونے کو سب مانتے ہیں۔ لیکن اللہ کے مالک ہونے کو نہیں مانتے۔ مالک ماننے کے بعد اُس کی ملکیت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے پھر اپنی خواہشوں پر پابندی لگانی پڑتی ہے۔ اللہ کی ذات خالق اور مالک ہے۔

جب اسلام آیا تو لوگ پارسی تھے۔ مجوسی تھے۔ وہ دو خداؤں کو مانتے تھے۔ یزداں خیر اور بھلائی کا مالک۔ دوسرا تھا اہرمن۔ یعنی برائی اور شر کا مالک۔ اللہ نے اُس بات کا رَدّ کر دیا۔ کہ اللہ ہر چیز کا مالک ہے۔ کچھ لوگ یہ بحث کرتے ہیں کہ شیطان کو کس نے پیدا کیا۔ شراب کس نے بنائی۔ اللہ یہاں سب کا عقیدہ دُرست کرواتے ہیں کہ اللہ ہی سب کا مالک اور خالق ہے۔ خیر و شرّ۔ روشنی اور اندھیرے ہر چیز کو وہی پیدا کرتا ہے۔

اسلام سے پہلے لوگ اندھیروں میں تھے اُن کا اپنے ربّ سے رشتہ کٹ چکا تھا۔ کوئی چاند کو مانتا اور کوئی سورج کی پوجا کرتا۔ کوئی پہاڑوں کو اور کوئی دریاؤں کو خدا مانتا۔ آج بھی ہندو دھرم میں 33 کروڑ خداؤں کا ثبوت ملتا ہے۔ ایران میں آگ کی پوجا کی جاتی تھی۔ عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا مانا جاتا۔ مکہ والے تو پتھر اور مٹی کے بت بنا کر اُن کے سامنے سر جھکا دیتے۔

اندھیرے اور روشنی سے مراد حق اور باطل بھی ہے۔ قرآن پاک میں جہاں بھی اندھیرے کا ذِکر آئے گا اس سے مُراد ظلمات جمع ہیں۔ روشنی یعنی نور واحد ہی ہے۔ یعنی نور، روشنی واحد اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ ایک ہی ہے،۔ اندھیرے کئی ہیں۔ کفر، نفاق، غیروں کی محبتیں۔ کئی قسم کے اندھیرے۔ اَب ہدایت کا سورج طلوع ہو چکا ہے۔

یہاں اس سے مُراد نورانی مخلوق بھی ہے۔اور جانور مٹی سے پیدا کئے گئے۔اللہ نے انسان کو ان دونوں سے بنادیا۔یعنی جسم مٹی سے اندھیرے سے اور روح نور سے پیدا کی گئی۔یعنی انسان اشرف المخلوقات ہے۔انسان کے اندر اندھیرا اور نور دونوں ہیں۔

جو انسان اپنا تعلق جس چیز سے رکھے گا وہی چیز دوسرے پر غالب ہوگی۔

سورۃ نور میں اللہ نے فرمایا۔اللہ نور السمٰوٰت والارض۔۔۔وہاں سے سارے نور پھوٹتے ہیں۔

نور پانچ قسم کے ہیں؛

1. نورِ ہدایت۔زندگی کیسے گزاری جائے؟
2. نورِ وحی۔جو نبیوں کے پاس آئی۔
3. نورِ رسالت۔رسول خود نور نہیں ہوتے۔وہ خود انسان ہوتے ہیں۔نبی کو نور من النور نہیں کہنا۔اللہ جو اُن کی طرف نازل کرتے ہیں وہ نور ہوتا ہے۔
4. نورِ ایمان۔جس دِل کے اندر جتنا ایمان ہوگا اُتنا ہی نور آئے گا۔کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کے چہرے پر بڑا نور ہے۔اس سے بعض لوگ غلطی کھا جاتے ہیں کہ سفید چہرے والے نور والے ہیں۔یہ بات نہیں ہے۔چہرے سے نور کا کوئی تعلق نہیں۔اصلی ایمان والے کی زندگی پُر نور ہو جاتی ہے۔پھر وہ بھٹکتا نہیں ہے۔
5. نورِ فطرت۔یہ ہر بچے کے چہرے پر ہوتا ہے اور ایمان والی زندگی گزارنے والے کی سادگی، خلوص اور خیر خواہی میں نظر آتا ہے۔وہ فراڈ یا دھوکے نہیں کرتا۔

یہ سارے نور اللہ کی معرفت حاصل کرنے والے کو مل جاتے ہیں۔ یہ سارے نور ایکدوسرے کو پہچانتے بھی ہیں۔ ایک نور کے آنے سے دوسرے نور بھی آنے لگتے ہیں۔

اندھیرے کے کئی شیڈ ہیں۔ مثلاً کالے رنگ کے کئی شیڈ۔ یعنی سرمئی رنگ سے لے کر کالے سیاہ تک تمام اندھیرے اور ظلمات ہیں۔

جو انسان حق سے اور ہدایت کے نور سے جتنا دُور ہوتا جائے گا اندھیرا اُتنا ہی گہرا ہوتا جائے گا۔ جتنا روشنی اور ہدایت کے قریب رہے گا اُتنا ہی اندھیرا کم ہوتا جائے گا۔

شک کے اندھیرے۔ بدگمانی کے اندھیرے۔ ظلم کے اندھیرے۔

ہم نے اپنے لئے دُعا کرنی ہے کہ یا اللہ ہمارا روشنی اور نور کے ساتھ تعلق جُڑا رہے۔ ہمیں ظلم اور اندھیروں سے دُور کر دے۔ آمین۔

اگر آپ کو کچھ مشکل لگ رہا ہے تو آپ کو اُتنا ہی زیادہ نُور ہی ملے گا انشاءاللہ۔ جتنا زیادہ ہیرے کو مشینوں سے نکالا جائے گا وہ اُتنا ہی زیادہ چمکے گا۔ مثال اگر آپ تیز روشنی / چمکتے سورج سے کم روشنی والے کمرے میں آئیں گے تو آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے۔

جو لوگ اللہ کے دین کو چھوڑ کر، یا کوئی مشکل دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا کسی آزمائش پر قرآن اور دین کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ سکون نہیں پاتے۔ دُنیاداری میں دوڑ دوڑ کر تھک جاتے ہیں۔ کبھی ڈیپریشن ہو جاتا ہے اور کبھی کوئی دوسری بیماری۔

اللہ ہی اَصل مالک ہے۔ وہ خالق ہے۔ لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ انکار کرتے ہیں۔

يَعْدِلُوْنَ : عدل سے ہے۔یعنی ترازو کے دو پلڑے۔یعنی اُسی پلڑے میں جس میں اللہ کو رکھا تھا۔
اُسی کے برابر دوسرے معبود رکھتے ہیں۔یعنی اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔

ثُمَّ : یعنی کافروں کی نادانی اور عقیدے کی خرابی کو بیان کیا گیا ہے۔کافروں کی توہین کی جارہی ہے۔

کہ جانتے بوجھتے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک بناتے ہیں۔ جھوٹے خداؤں اور انسانوں کو اللہ کے برابر کرتے ہیں۔اُن کے آگے جھکتے ہیں۔اُن کے سامنے نذریں نیاز رکھتے ہیں۔

انہوں نے تو اللہ کی قدر ہی نہیں کی۔ آگے اللہ تعالیٰ اپنا تعارف کرواتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ

﴿۲﴾ وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر (مرنے کا) ایک وقت مقرر کر دیا اور ایک مدت اس کے ہاں اور مقرر ہے پھر بھی تم (اے کافرو خدا کے بارے میں) شک کرتے ہو ﴿۲﴾

آدمؑ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مٹی سے پیدا کئے گئے۔ اور ہم سب بھی مٹی سے پیدا کئے ہوئے اناج اور پھل کھا کر پرورش پاتے ہیں۔

ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا : پھر انسانوں کی موت کی طرف اشارہ ہے۔جب انسان دُنیا سے جاتا ہے۔ہر ایک کا وقت مقرّر ہے۔

ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا؛ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور اُس میں زمین کے تمام اجزاء کو شامل کیا گیا۔(یعنی سُرخ مٹی۔کالی مٹی، بھوری مٹی) اس لئے آدمؑ کی اولاد شکل اور عادات میں فرق ہے۔

کوئی پاکیزہ خصلت ہے اور بد نیت اور فسادی۔ انسان کی اصل مٹی ہے۔

اس لئے انسان مٹی کی طرف جھکتا ہے۔ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے جسم مادے سے بنا ہے۔ روح آسمان سے آئی ہے۔ روح اللہ والی ہے۔ جو روح کے تقاضوں کو پورا کرے گا وہ اوپر اُٹھے گا۔ اور جو مٹی کے تقاضوں کو پورا کرے گا وہ سُست ہو جائے گا۔ وہ نیچے رہے گا۔ جو مٹی سے آیا ہے اُسے مٹی ہی میں جانا ہے۔ یعنی جسم۔

وَاَجَلٌ مُّسَمًّى: انسانیت کی اجتماعی موت۔ یعنی سب نے لوٹ کر اللہ کی طرف ہی جانا ہے۔

حدیثِ رسولؐ کا خلاصہ: جو مر گیا اُس کی قیامت واقع ہو گئی۔

جب لوگ کہیں کہ قیامت کب آئے گی تو اُس کا آسان جواب یہی ہے کہ جب تمہاری موت آجائے گی۔

ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ: پھر یہ کہ تمہیں اُسی کی طرف جانا ہے۔ تم کائنات میں اُس کی قدرت دیکھتے ہو۔ پھر بھی کہتے ہو کہ کیسے ہو گا۔ جس ذات نے تم کو پیدا کیا وہ تمہیں دوبارہ بھی پیدا کر سکتے ہیں۔

اللہ کے لئے کوئی مثال نہیں۔ مشرکین سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ صرف ایک کُن کہے گا اور سب کچھ واقع ہو جائے گا۔ مثال جیسے بچے Lego سے گھر بنا کر توڑ دیتے ہیں اور دوبارہ کچھ اور بنا لیتے ہیں۔ یا سویٹر بُن کر اُدھیڑ دیا جائے یا دوبارہ بنا لیا جائے۔

اپنے جسم پر غور کریں۔ زبان کیسے بولتی ہے۔ کان کیسے سُنتے ہیں۔ ہڈیاں کیسی سخت ہیں۔ چربی کیسے نرم ہے۔ خون کیسے جسم میں دوڑتا ہے۔ آنکھیں کیسے دیکھتی ہیں۔

ان سب کو بنانے اور چلانے والی ذات اللہ ہے۔

تمترون۔ تم اللہ پر شک کرتے ہو۔ م ر ی۔ یعنی کسی معاملے میں تردّد کرنا۔ شک میں پڑنا۔ یعنی تم اللہ پر شک کرتے ہو۔

آؤ تمہیں بتائیں کہ اللہ کون ہے۔

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۚ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿٣﴾

اور آسمانوں اور زمین میں وہی (ایک) خدا ہے تمہاری پوشیدہ اور ظاہر سب باتیں جانتا ہے اور تم جو عمل کرتے ہو سب سے واقف ہے ﴿٣﴾

گرائمر کے اعتبار سے بہت خوبصورت آیت ہے۔ آسمانوں والے بھی اُسی کی بادشاہت کو مانتے ہیں۔ زمین والے بھی سب کے سب اُسی کی ملکیت میں ہیں۔ سب اُسی کو ربّ مانتے ہیں۔

اگر اس جملے پر غور کریں تو اس ایک آیت میں اللہ کی ساری صفّات کو جمع کیا گیا ہے۔ مالک، رزق دینے والا، زندگی کے معاملات کو چلانے والا۔ خالق، مالک، وَدُوْد ساری چیزیں اس ایک لفظ 'اللّٰهُ' میں آجاتی ہیں۔ آسمان والے بھی اُسی کی تعریفیں کرتے ہیں۔

اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ آیت کے پہلے حصّے میں اللہ کی کامل قدرت کا بیان ہے اور پھر اللہ کے علم کا بیان ہے۔ آیت الکرسی میں بھی بیان کیا گیا کہ اُس کا علم لا محدود ہے۔

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ... اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز

پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے ۔۔

وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔ یہ بات مشرکین کو بتائی جارہی ہے۔ کہ سب کچھ اللہ کے پاس ہے۔ تم کیوں اللہ کے ساتھ جھوٹے شریک بناتے ہو۔

ہم اپنا محاسبہ کریں۔ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ کو سب خبر ہے۔ میں کیسی نیکیاں کرتی ہوں؟ یہی تقویٰ ہے۔ کہ ہر حال میں اللہ سے ڈرا جائے۔ اللہ کو اپنے پاس محسوس کیا جائے۔ اس سے اخلاص آجائے گا۔

جو اکیلے میں گناہ کرے گا وہی نفاق ہے۔ اللہ سے ڈرنے والا اور اللہ کو علیم ماننے والا ہر لمحہ اپنی اصلاح کرتا ہے۔ اپنے آپ کو بدلنا چاہتا ہے۔ لوگوں کے سامنے بھی ویسے ہی رہیں جیسے اکیلے میں ہوتے ہیں۔ تنہائی میں بھی اللہ سے ڈریں۔